8

عید میں عید

(فرمودہ ۲۰- فروری ۱۹۳۱ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

بعض دنوں کو بعض زمانوں سے مشابہت ہوتی ہے اور اس مشابہت کی وجہ سے وہ اور بھی زیادہ مبارک ہو جاتے ہیں- حج ایک عبادت ہے اور بہت بڑی عبادت ہے ساری دنیا کے مسلمان جنہیں خدا تعالیٰ توفیق دے اس موقع پر جمع ہوتے ہیں- اور اللہ ' اس کے رسول ' اس کے دین ' اس کی کتاب اور اس کی عظمت کے گھر سے عقیدت اور اخلاص کا اظہار کرتے ہیں اپنے بھائیوں سے اخوت و محبت اور مخلصانہ خیالات ظاہر کرتے ہیں- ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوتے ہیں- جب یہ حج کا دن جمعہ کے دن آئے تو حج اکبر کہلاتا ہے یعنی اس دن دو عیدیں جمع ہو جاتی ہیں - دو برکتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں- اسی طرح آج بھی ہمارے لئے دو عیدیں جمع ہو گئیں - ایک عید الفطر اور دوسری عید الجمعہ پس اس لحاظ سے یہ دن اور بھی زیادہ برکتوں اور افضال کا موجب ہو گیا- اور پھر اس لحاظ سے اور بھی اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے جبکہ یہ دن ایک خاص زمانہ پر دلالت کرتا ہے اس لحاظ سے اس دن کی پوری تمثیل اگر کسی قوم کے سامنے آسکتی ہے تو وہ صرف ہماری ہی جماعت کے سامنے آسکتی ہے- کیونکہ آج کا دن بتا رہا ہے کہ عید کے دن ایک اور عید بھی آسکتی ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں محمدیت کے اندر احمدیت کی عید آئی ہے- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تو قیامت تک ہے اس لئے آپ کے ذریعہ جو عید قائم ہوئی وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتی بد قسمت لوگ اپنے لئے خود ختم کر لیں تو کر لیں مگر انکی مثال ایسی ہی ہو گی جیسے عید کے دن کسی کے گھر ماتم ہو جائے اس سے عید نہ جاتی رہے گی- اسی طرح اگر مسلمان کہلانے والے

رسول کریم ﷺ سے منہ موڑ لیں اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کو ترک کر دیں تو اس سے آپ کے زمانہ کا انقطاع نہیں ہو سکتا۔ ہم یہ تو کہیں گے کہ ایسے لوگوں کے گھروں میں ماتم بپا ہو گیا اور وہ ماتم کر رہے ہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ رسول کریم ﷺ کے ذریعہ قائم شدہ عید نہ رہی۔ وہ عید اسی طرح جاری رہے گی۔ ہاں اس کے دوران میں ایک اور عید آسکتی ہے اور وہ آئی یعنی آخری زمانہ کا مصلح اور مامور جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے انبیاء سے پیش گوئیاں کرائیں اسے ظاہر کر دیا۔ پس جس طرح آج جمعہ کے دن عید آگئی ہے اور اس طرح دوہری عید بن گئی ہے اسی طرح رسول کریم ﷺ کی عید میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عید شامل ہو گئی۔ نادان کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کیونکر آسکتا ہے۔ کیا آپ کا زمانہ ختم ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کیا آج عید، جمعہ کے آنے سے ختم ہو گئی آج جمعہ بھی آیا اور عید بھی آئی۔ آج ہم عید بھی منا رہے ہیں اور جمعہ بھی آج عید بھی شام تک چلی جائیگی اور جمعہ کا دن بھی کیونکہ آج عید جمعہ کے اندر آگئی۔ پس جس طرح آج کا دن دو عیدیں اپنے اندر جمع رکھتا ہے اسی طرح موجودہ زمانہ جو ہے یہ بھی دو عیدوں کا مجموعہ ہے دو عظیم الشان ظہور اس میں ہوئے اس میں ایک دور تو ایسا آیا جو اولیت کے لحاظ سے تمام مقامات اور تمام درجات سے افضل ہے اور دوسرا ایسا ہے جو آخریت کے لحاظ سے تمام مقامات سے افضلیت رکھتا ہے یعنی یہ زمانہ محمد ﷺ کا زمانہ ہے جو اپنے فیوض کے لحاظ سے تمام انبیاء کے زمانوں سے خواہ وہ شرعی نبی ہوں یا غیر شرعی افضل ہے پھر یہ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ جو تمام انبیاء کے زمانوں سے جو کسی شرعی نبی کی شریعت کے اظہار یا اس کے قائم کرنے کے لئے آئے افضل ہے۔ پس اس زمانہ میں دو افضلیتیں جمع ہو گئیں۔ اولیت کی افضلیت بھی اور آخریت کی افضلیت بھی اور یہ اپنی برکتوں اور فضیلتوں کے لحاظ سے غیر معمولی برکات کا زمانہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں میں امتی نبی ہوں۔ اس سے شاید کوئی یہ سمجھے کہ امتی نبی ہونے کی وجہ سے آپ کا درجہ کم ہو گا اس لئے آپ فرماتے ہیں امتی نبی ہونا درجہ کی کمی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ فخر کا مقام ہے کیونکہ مجھ میں دو کمال جمع ہو گئے۔ میں ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوں تاکہ آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسیہ اور کمالِ فیضان ثابت ہو۔ پس اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ امتی اپنے متبوع سے نچلے درجہ میں ہی ہو گا۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کوئی

کمال ثابت کرنے کے لئے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکات سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا تو میرے عقیدہ میں اپنے متبوع کے غیر کی نسبت اپنے آپ کو افضل قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ میں ایک وقت میں دونوں کمال جمع ہو گئے۔ ایک کامل استاد کا انعکاس اپنے اندر رکھنے کا کمال اور دوسرا کامل استاد ہونے کا۔ آپ منور ہوئے ایک ایسے سورج سے جس کی مثال نہیں۔ اور منور کئے گئے ایک ایسی امت کے لئے جس کی مثال نہیں مل سکتی کیونکہ وہ امت امت محمدیہ ہے۔ اگر آپ نے عکس لیا تو ایک ایسی ہستی سے جو محمد ﷺ کی ہستی ہے اور اگر عکس ڈالا تو ایسی امت پر جو ساری امتوں کے لئے قابل رشک ہے۔ پس جو انسان اس امت کو قابل رشک بنانے میں معتدبہ کام کرتا ہے۔ اس کے درجہ کی افضلیت کا کون انکار کر سکتا ہے۔

پس یہ زمانہ آج کے دن کی طرح ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے اور اس کے لئے ہمیں بھی ویسی ہی تیاری کرنی چاہئے جیسی کہ دو عیدوں کے لئے کرتے ہیں۔ دو عیدوں کے ایک دن جمع ہونے کے کیا معنی ہیں۔ یہ کہ دو خطبے پڑھے گئے اور دو نمازیں ادا کی گئیں۔ دراصل مسلمان کی عید کے معنے ہی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کے لئے وہ اور زیادہ قربانی کرتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے ہمیں ایسے زمانہ میں پیدا کیا جو دو عیدوں کا مظہر ہے اس میں محمدیت کا جلال اور احمدیت کا جمال ظاہر ہوا تو ہمیں بھی چاہئے کہ دوہرا کام کریں۔ خدا تعالیٰ کا کوئی کام بلا حکمت نہیں ہوتا۔ وجہ کیا ہے کہ اس نے اس زمانہ میں دو شاخیں جمع کر دیں اسی وجہ سے کہ اس زمانہ میں دنیا میں ایسا فتنہ رونما ہوتا تھا جس کے مقابل کا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ اس آخری زمانہ کے فتنہ کے متعلق نوح سے لے کر آخر تک تمام انبیاء خبریں دیتے آئے ہیں۔[۱] چونکہ اس زمانہ کا فتنہ ایسا تھا جس کی مثال پہلے کسی زمانہ میں نہ ملتی تھی اس لئے اس کو دور کرنے لئے نبی بھی ایسا بھیجا گیا جس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ یعنی اسے دو نور عطا کئے گئے۔ ایک رسول کریم ﷺ کا امتی ہونے کا اور دوسرا نبی ہونے کا پس اس نے نبی ہونے کے لحاظ سے تو یہ بتایا کہ آقا کیسا ہونا چاہئے اور امتی ہونے کے لحاظ سے یہ بتایا کہ تابع کیسا ہونا چاہئے۔ گویا اس زمانہ میں ایک بہت بڑا فتنہ نبوت کا انکار تھا۔ اور دوسرا نبی کی اطاعت کا مفہوم بدل گیا تھا۔ آج مسلمان کہلانے والے کہتے تھے اس سے اسلام کا کیا تعلق کہ نماز پڑھی جائے یا نہ پڑھی جائے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی تھی جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کا دعویٰ تھا میں بڑا بہادر ہوں۔ پرانے زمانے میں ہر شخص اپنی خاص صفت کے مطابق اپنے جسم پر نشان گدواتا تھا۔ آج کل یہ رسم بہت کم ہو گئی ہے۔ افریقہ یا امریکہ

کے اصلی باشندوں میں پائی جاتی ہے۔ ان میں سے اگر کوئی کارہائے نمایاں کرے تو ان کا نشان اپنے جسم پر گدواتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض کے سارے جسم پر ایسے نشانات ہوتے ہیں۔ جب اس شخص کے دل میں یہ وہم پیدا ہوا کہ میں بڑا بہادر ہوں تو اسے خیال آیا کہ اس کا نشان گدوانا چاہئے۔ اور اس کے لئے اس نے شیر کی شکل تجویز کی۔ یہ فیصلہ کر کے وہ گودنے والے کے پاس گیا۔ اور اسے کہا میرے جسم پر شیر کی شکل گود دو کیونکہ سب سے بہادر جانور یہی ہوتا ہے اور میں بھی سب سے بڑا بہادر ہوں۔ گودنے والے کو اپنی اُجرت سے غرض تھی اسے کیا کہ کوئی شیر کے مشابہ ہے یا گیدڑ کے۔ وہ شیر کی شکل گودنے کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن جب اس نے سوئی لے کر جسم میں سرمہ بھرنا شروع کیا تو اس شخص نے درد محسوس کر کے پوچھا یہ کیا کرتے ہو گودنے والے نے کہا شیر کا کان گودنے لگا ہوں۔ اس نے کہا یہ بتاؤ اگر شیر کا کان کٹ جائے تو وہ شیر رہتا ہے یا نہیں۔ گودنے والے نے کہا شیر ہی رہتا ہے۔ اس نے کہا اچھا کان چھوڑ دو آگے گود دو۔ اس نے جب دوسرا کان گودنا شروع کیا تو پھر اس نے پوچھا شیر کا دوسرا کان بھی نہ ہو تو وہ شیر رہتا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا رہتا ہے۔ کہنے لگا اسے بھی چھوڑ دو۔ اسی طرح کہتے کہتے اس نے ٹانگیں، دم وغیرہ کے متعلق بھی کہہ دیا کہ اگر یہ عضو نہ ہوں تو شیر رہتا ہے یا نہیں۔ گودنے والے نے کہا ایک آدھ عضو نہ ہو تب تو شیر رہتا ہے لیکن یہاں تو تم نے سارا شیر ہی غائب کر دیا۔ یہی حال ان لوگوں کا تھا۔ انہوں نے اسلام کا ایک ایک حکم ترک کر کے سارا اسلام اڑا دیا۔ جب انہیں نماز کے لئے کہا گیا تو کہہ دیا اگر ہم نماز نہ پڑھیں تو کیا ہم مسلمان نہیں رہتے۔ روزہ کے لئے کہا گیا تو کہہ دیا کیا اگر روزہ نہ رکھیں تو مسلمان نہیں رہتے۔ اسی طرح حج اور زکوٰۃ کے لئے کہہ دیا۔ آخر ان کی حالت اس عورت کی لونڈی کی سی ہو گئی جس کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ ہر روز سحری کو اٹھ کر کھانا کھالیتی مگر روزہ نہ رکھتی۔ ایک دن عورت نے اسے کہا جب تم روزہ نہیں رکھتی ہو تو سحری کیوں کھاتی ہو۔ اس پر وہ کہنے لگی میں نماز نہیں پڑھتی، روزہ نہیں رکھتی۔ کیا سحری بھی نہ کھاؤں تو کافر ہی ہو جاؤں۔ گویا سحری کھانا بھی اس کے نزدیک مسلمان ہونے کی علامت تھی اور نماز نہ پڑھنے، روزہ نہ رکھنے کی صورت میں اس کا سحری کھالینا ہی کافی تھا۔

پس سوائے اس کے کہ وہ مسلمان کہلاتے کونسی بات مسلمانوں والی ان میں رہ گئی تھی۔ ان میں سے جو لوگ تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں ان کو دیکھو تو نہ وہ نمازیں پڑھیں گے، نہ روزے رکھیں گے، نہ حج کریں گے، نہ زکوٰۃ دیں گے، نہ اخلاق فاضلہ ان میں پائے جائیں گے مگر سب سے زیادہ

وہی کہیں گے کیا یہ باتیں نہ ہوں تو ہم مسلمان نہیں رہتے۔ ان باتوں کا مسلمان ہونے سے کیا تعلق۔ ان سے پوچھو ان باتوں کو چھوڑ کر اور کیا کرتے ہو کہ تمہیں مسلمان سمجھا جائے۔ عقائد ان کے درست نہیں، اعمال ان کے ٹھیک نہیں، دعا پر انہیں ایمان نہیں، قیامت، جزاء و سزا کے وہ منکر ہیں، تمام صفات سے معطل خدا کو وہ مانتے ہیں، رسول کریم ﷺ کو صرف ایک بڑا آدمی وہ قرار دیتے ہیں اور یہ نہیں مانتے کہ آپ ﷺ پر خدا تعالیٰ کا الہام نازل ہوا پھر کون سی چیز مسلمان ہونے کی ان میں رہ گئی ہے۔ غرض اس زمانہ میں امتیت کا مفہوم بالکل بدل گیا تھا۔ پہلے تو فدائیت میں غلو کا یہاں تک نظارہ نظر آتا ہے جو کام رسول کریم ﷺ نے کیا صحابہ بھی وہی کرنا اپنے لئے خیر اور برکت کا موجب سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ آتا ہے رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ جہاں بیٹھ کر پیشاب کیا ایک صحابی وہیں بیٹھ گئے۔ لیکن آج کل یہ حالت ہو گئی کہ رسول کریم ﷺ نے جو کچھ کیا اس میں سے کچھ بھی نہ کریں گے اور یہ احسان جتائیں گے کہ ہم نے محمد ﷺ کو مان لیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے زمانہ میں ظاہر ہو کر بتایا کہ محمد ﷺ کا امتی کیسا ہونا چاہئے۔ آپ نے ایسی کامل اتباع کی کہ اس زمانہ میں بھی جسے روشنی کا زمانہ کہا جاتا ہے دنیا کو ماننا پڑا کہ ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے جو رسول کریم ﷺ کا متبع ہو جس کے پاس دنیا کے عقل مند آئیں اور اسے مانیں یہ نظارہ ہے جو آپ نے رسول کریم ﷺ کا امتی ہونے کا دکھایا ایک دفعہ ایک سٹیشن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تھے کہ پنڈت لیکھرام نے آکر آپ کو سلام کیا۔ چونکہ وہ آریوں میں بہت مشہور تھا اس لئے بعض ایسے لوگوں نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے لیکن ان کی نظر وہاں تک نہ پہنچتی تھی جہاں تک خدا تعالیٰ کے نبی کی پہنچتی تھی انہوں نے سمجھا کہ لیکھرام کے آکر سلام کرنے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت خوش ہوں گے اس لئے انہوں نے کہا حضور پنڈت لیکھرام سلام کہتے ہیں مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا انہوں نے سمجھا آپ نے لیکھرام کو دیکھا نہیں۔ لیکھرام نے بھی یہی خیال کیا اور دوسری طرف سے ہو کر پھر سلام کیا اور بتانے والوں نے پھر اس کا نام لیا۔ آپ نے فرمایا اسے شرم نہیں آتی میرے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور مجھے سلام کرتا ہے۔ یہ وہ نظارہ تھا جو امتی ہونے کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موقع پر دکھایا۔ غرض آپ نے آکر موجودہ زمانہ کے دونوں بڑے نقص دور کر دیئے نبی ہونے کا انکار کرنے والوں کے لئے نبی ہو کر اور امتی کی حقیقت سے ناواقف ہو جانے والوں کے لئے امتی

ہو کر آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بنے تو ایسے کامل امتی بنے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ عشق، وہ فدا کاری اور وہ محبت دکھائی جس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ ایک شخص کا غیر احمدی ہونے کی حالت کا قول مجھے یاد آگیا۔ اب تو وہ احمدی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مسلسل بد زبانی کی گئی اور مذہبی پیشواؤں کے خلاف بد زبانی کے متعلق ایکٹ بنا تو اس نے کہا اگر مرزا صاحب اس وقت ہوتے تو وہ ضرور اس ایکٹ کی زد میں آجاتے۔ یہ تو اس نے اپنی اس وقت کی حالت کے لحاظ سے کہا کیونکہ وہ نہ جانتا تھا کہ آپ کو اس ایکٹ کی زد میں لا کر جیل خانہ میں لے جانے والا کوئی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر یہ کہنے سے مراد یہ تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لکھنے والوں کو آپ ضرور دندان شکن جواب دیتے اور پھر وہ حکومت کے پاس چیختے چلاتے جاتے۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امتی ہونے کا ایسا نظارہ دکھایا کہ اب جوں جوں یہ نظارہ دنیا کے سامنے آتا جائے گا آنکھیں رکھنے والے اور دیکھنے والے یہ نہ کہہ سکیں گے کہ امتی ہونے کا مفہوم بدل گیا۔ اسی طرح لوگ نبوت کے منکر ہو چکے تھے۔ اور کہا جاتا تھا پرانے زمانہ میں الہام نازل ہونے کا جو دعویٰ کیا جاتا تھا اسے لوگ مان لیتے تھے۔ اب دنیا تعلیم یافتہ ہو گئی ہے اس لئے اب کوئی نہیں مان سکتا۔ ایسے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعویٰ کیا کہ میرا آقا اور سردار تو الگ رہا مجھ پر خدا کا الہام نازل ہوتا ہے۔ پہلے پہل دنیا نے اس کا انکار کیا اور اس دعویٰ پر ہنسی لیکن ابھی کوئی زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ کئی عیسائی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی یہ کہنے والے پائے جاتے تھے کہ گو ہم مرزا صاحب کا دعویٰ نہ مانیں لیکن ہم انہیں جھوٹا اور فریبی نہیں کہہ سکتے جو کچھ وہ کہتے ہیں اسے سچ مان کر اور سمجھ کر کہتے ہیں۔ کئی انگریزوں نے ایسی کتابیں لکھی ہیں جن میں لکھا ہے کہ ہم مرزا صاحب کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔ یہ تو نہ ماننے والوں کے بیانات ہیں۔ لیکن ماننے والے بھی لاکھوں موجود ہیں۔ غرض اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے نبوت منوا کر دکھا دی۔ نادان پیغامی لاہور میں بیٹھے شور مچاتے رہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو نبی بنا کر اسلام کو نقصان پہنچا دیا گیا۔ مگر وہ کیا جانیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں انہیں دور کرنے کے لئے نبی کا آنا ہی ضروری تھا۔ دنیا کہتی تھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جہالت کا زمانہ تھا اس وقت جو بات تسلیم کرالی گئی موجودہ روشنی کے زمانہ میں اس کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔ یہ نہ صرف اسلام کے مخالف ہی کہتے ہیں۔ بلکہ خود مسلمان کہلانے

والے نئی روشنی کے دلدادہ سو[11] میں سے ننانوے ایسے ہوں گے جو یہ کہتے تھے کہ قرآن کے الفاظ خدا کے الفاظ نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کے اپنے الفاظ ہیں ان میں بہت اچھے خیالات ہیں لیکن یہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے یہ ہم نہیں مان سکتے۔ غرض اس زمانہ میں سب سے بڑا حربہ یہی چلا کہ الہام کیا چیز ہے؟ یہ ایک وہم ہے جس میں لوگ مبتلاء رہے۔ میں کہتا ہوں خواہ تم کچھ کہو خود میرے کانوں نے جب خدا تعالیٰ کی آواز سنی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کی وجہ سے سنی تو میں کس طرح انکار کر سکتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ صرف الہام ہوئے بلکہ آپ کی غلامی اختیار کرنے والے ہزاروں الہام پا رہے ہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ نبوت ایک حقیقی چیز ہے۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو مقام ظاہر فرمائے ایک کامل امتی بن کر امتیت کی جو شکل بگڑ چکی تھی اس کی اصلاح کی اور اصل شکل میں قائم کر کے اسے نئی زندگی بخشی۔ دوم نبی بن کر نبوت کا جو مقام رسول کریم ﷺ نے آ کر بتایا تھا اسے قائم کیا۔ اس طرح آپ کے ذریعہ دونوں مقام محمدیت کا اور احمدیت کا ظاہر ہوئے۔ پس یہ بہت بڑی برکات کا زمانہ ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ کب تک چلے مگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اس کی برکات کو کانوں سے سنا' آنکھوں سے دیکھا' جسموں سے محسوس کیا اور دعا کرتے ہیں کہ آئندہ بھی ہم اور ہماری نسلیں اور ان کی نسلیں جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو اور ہمیشہ ہی شامل ہو ان برکتوں سے حصہ پائیں

(الفضل ۳۔ مارچ ۱۹۳۱ء)

---

[11] ترمذی ابواب الفتن باب ما جاء فی الدّجّال